ہفتہ اقلیت
اور
قادیانی مسئلہ

جناب چوہدری رستم علی صاحب

قومی اسمبلی کی آئینی ترمیم اور قادیانی مؤقف

حکومت کے اقلیتوں کا ہفتہ منانے کے اعلان کے بعد عوام کے ذہن میں قادیانی مسئلہ ایک بار پھر ابھر آیا ہے۔ قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے۔ اور اس کے لئے آئین میں ترمیم کر دی گئی ہے۔ لیکن قادیانیوں نے اس فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور وہ کھلم کھلا اس فیصلے کے خلاف اظہار خیال کر رہے ہیں۔ دن بدن ان کے اندازِ تحریر میں شدت اور جارحیت پیدا ہو رہی ہے۔ ربوہ کا ماہنامہ الفرقان، لاہوری مرزائیوں کا آرگن پیغام صلح اور لائٹ اور قادیانی زعماء کی تقاریر اور تحریرات سے عیاں ہے کہ وہ قومی اسمبلی کے فیصلے کو پرکاہ کے برابر اہمیت نہیں دیتے اور بڑے دھڑے سے اپنے مسلمان ہونے اور حقیقی اسلام کے علمبردار ہونے کے دعویدار ہیں انہوں نے قانونی اور اخلاقی ضابطوں کو بالائے طاق رکھ کر بڑی ڈھٹائی سے ایک مہم شروع کر رکھی ہے۔ مسلم اکابرین کو قادیانی فریب کاروں سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔

قادیانی مؤقف قادیانی حضرات کا آئینی ترمیم کے بارے میں مؤقف سر ظفر اللہ کے مضمون مطبوعہ ہفت روزہ لاہور مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۷۵ء میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ثاقب زیروی قادیانی کا پرچہ لاہور دراصل قادیانیوں کی پالیسیوں کا ترجمان ہے اور قادیانی جس بات کو خود کھلم کھلا الفضل، الفرقان وغیرہ میں لکھنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ اس کو وہ لاہور میں چھپوا کر عوامی ردعمل معلوم کرتے ہیں۔ سر ظفر اللہ نے اپنے مضمون "میرا دین" میں لکھا ہے کہ "آئین پاکستان کے فقرہ نمبر ۲۰ کی رو سے مجھے اپنے دین کے اعلان، اس دین پر عامل ہونے عامل رہنے اور اسکی اشاعت و تبلیغ کا حق حاصل ہے۔" اس کے بعد لکھتا ہے کہ "میرے دین کا نام پارلیمنٹ خواہ کچھ تجویز کرے میرا حق ہے کہ میں اپنے دین کا (جس طور پر میں اس پر ایمان رکھتا ہوں) آزادانہ اعلان کروں اور اسکی اشاعت کروں۔"

ان جملوں کے بعد کیا کسی وضاحت کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ کہ قادیانیوں نے آئینی ترمیم کو نہ صرف قبول

کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ بلکہ اس آئین کی رُو سے اپنے عقیدے کی ترویج اور قادیانیت کی تبلیغ کا علانیہ اظہار کرتے ہیں ـــــ۔

ہفت روزہ لاہور میں ایک اور قادیانی ماسٹر امیر عالم نے "دستور پاکستان کی خلاف ورزی" کے عنوان سے ایک مضمون سپردِ قلم کیا ہے۔ اس کی آخری قسط ۱۹ اپریل ۷۶ء کے شمارے میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں قادیانی مصنّف نے بڑی دریدہ دہنی کا ثبوت دیا ہے۔ اور اسمبلی، ممبرانِ اسمبلی اور قوم کے باختیار اداروں کو مذاق کا نشانہ بنایا ہے۔

قادیانی مصنّف لکھتا ہے :

"ایک کل رکنی خصوصی کمیٹی کا ڈھونگ رچا کر جس کی حیثیت ـــــ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گِلِ کوزہ کی تھی۔ اور یہ فریق مقدمہ بھی تھی اور خود ہی منصف بھی۔ چند دین سے نابلد اور بدعمل غیر ذمہ دار ارکان اسمبلی کے ووٹوں سے اسے قانونی شکل دے دی گئی جو اسلامی قانون کی شرح کو پورا نہیں کرتی۔ بلکہ بلا خوف تردید یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مقننّہ نے ترمیم جدید منظور کرنے میں اپنے منصبی اختیارات سے بہت بالاتر ہو کر کام کیا ہے۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ ۸ میں اس بات کا واضح طور پر اعلان کیا گیا ہے، کہ مجلس قانون ساز کوئی ایسا قانون وضع نہ کر سکے گی جو بنیادی حقوق کو سلب کرتا ہو یا اسکی تخفیف کرتا ہو، کیونکہ دستور بالاتر چیز ہے۔ دستور ایک عام قانون کو ختم کر سکتا ہے۔ جبکہ عام قانون دستور کو ختم نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر کوئی ایسا قانون بنایا بھی گیا ہو جو بنیادی حقوق کی دستاویزات سے متصادم ہوتا ہو تو وہ نافذ العمل نہیں ہوگا۔ اور کالعدم قرار دیا جائے گا۔" ص۶

آگے چل کر قادیانی مصنّف صاف طور پر لکھتا ہے کہ اسمبلی نے اپنے اختیارات سے بالاتر ہو کر یہ کام کیا ہے۔

"مجلس قانون ساز یہ ترمیم پاس کرنے کی مجاز نہ تھی اس نے ایسا کر کے دستور کی برتری ہی کو ختم نہیں کیا دستور کی عملاً خلاف ورزی کرنے کا ارتکاب بھی کیا ہے۔ جو مجلس قانون ساز ایسے وقیع ادارے کے شایانِ شان نہیں لہذا متعلقہ ترمیم دستور پاکستان کی رو سے نافذ العمل ہونے کی بجائے کالعدم قرار دی جانی چاہئے۔" صٹ

مصنّف نے بڑے طمطراق سے لکھا ہے کہ قادیانیوں کو "غیر مسلم اقلیت" قرار دینا طاقت کے بل پر آئینی دھاندلی کے سوا کچھ نہیں۔" صٹ

ان اقتباسات کی بنا پر مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

۱۔ قومی اسمبلی کو کل رکنی خصوصی کمیٹی بنانا محض ڈھونگ تھا۔

۲۔ اسمبلی کے ممبر بے دین، بدعمل، غیر ذمہ دار ارکان ہیں۔

۳۔ اسمبلی کو ترمیم کا اختیار ہی نہیں تھا۔

۴۔ قادیانی اصل مسلمان ہیں انہیں غیر مسلم قرار دینا طاقت کے بل پر آئینی دھاندلی ہے۔

ان امور کی روشنی میں قومی اسمبلی کی حیثیت، آئینی ترمیم، ممبران اسمبلی کے فیصلوں وغیرہ کے بارے میں قادیانی خیالات واضح ہو جاتے ہیں۔ ان پر ہم کچھ تبصرہ کرنے سے پہلے لاہوری مرزائیوں کا موقف بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ بھی انہیں خیالات کا اظہار کر رہے ہیں اور اس طرح آئینی ترمیم اور ممبران اسمبلی کو ہدف تنقید بناتے ہیں اور نجی محفلوں میں درشتین کی زبان میں گالی گفتار سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن ان کا انداز دگر ہے۔

لاہوری مرزائیوں کی انجمن اشاعت لاہور نے چوہدری شکر اللہ خان منصور مرزائی ایڈوکیٹ کا ایک پمفلٹ بعنوان "آئین پاکستان میں نئی ترمیم کا مفہوم قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہو سکتا" شائع کیا ہے، اس میں مرزائی مصنف نے لکھا ہے:

"عوام الناس کے مطالبہ اور متشددانہ ایجی ٹیشن کے باعث نیشنل اسمبلی نے آئین پاکستان میں ترمیم کر کے احمدیوں کی دو جماعتوں یعنی احمدیہ ربوہ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو آئین اور قانون کے مقاصد کے لئے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے آئین میں ایک منفی تعریفی شق کا اضافہ کیا گیا ہے۔" صہ ۳

مرزائی مؤلف نے ترمیم کا متن نقل کر کے لکھا ہے کہ:

"ان جماعتوں کا غیر مسلم اقلیت قرار پانا اگر ان ناموں کی وجہ سے ہو تو وہ جماعتیں اپنے نام بدل کر اس سے خارج بھی ہو سکتی ہیں۔ مگر آئین بنانے والوں کا یہ مقصد معلوم نہیں ہوتا بلکہ ان کا مقصد ایسے عقائد سے ہے۔ جو کسی کو قرآن و سنت کی رو سے غیر مسلم بنا دیتے ہیں۔ چونکہ آئین کی رُو سے آئینی یا قانونی کوئی پرویژن ایسی نہیں بنائی جا سکتی جو قرآن و سنت کے خلاف ہو، اس لئے بقول مرزائی مؤلف جماعت احمدیہ ربوہ کا موقف تو ان لوگوں کو معلوم ہوگا، لیکن جماعت لاہور کو غیر مسلم اقلیت میں شامل کرنے کے لئے عمداً بڑے تکلف سے کام لیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ انجمن عام مشہور مفہوم میں کوئی جماعت یا پارٹی نہیں جس کا ملکی سیاسیات سے کسی طرح کا کوئی واسطہ ہو، بلکہ یہ ایک ادارہ ہے جس کی تمام تر غرض و غایت اور سارا کاروبار از ابتداء تا آئندہ تبلیغ اسلام و اشاعت قرآن ہے۔ اس ادارے کے اراکین مخلص ترین پاکستانی اور وطن عزیز کے کامل وفادار ہیں۔ اپنے عقائد کی رو سے راقم الحروف کے علم کے مطابق یہ لوگ آئین میں مندرجہ غیر مسلم کی تعریفی شق کی ذیل میں نہیں آتے۔" صہ ۵

آخر میں مؤلف نے اپنے عقائد باطلہ کو قرآن و حدیث سے ناکام مطابقت دینے کے بعد لکھا ہے کہ:

"یہ ایمان کا معاملہ ہے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے جو لوگوں اور حکومتوں کے احاطۂ اختیار سے باہر ہے۔ ہاں حکومتِ وقت کو اختیار ہے جو چاہے اور جس طرح چاہے سلوک کرے، حکومت کے قانون ہمیشہ سے ادلتے اور بدلتے چلے آئے ہیں۔ مگر خالقِ کائنات حاکم حقیقی کے قوانین کبھی نہیں بدلتے" ص ۳۲

قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے آپس میں لاکھ اختلافات ہوں لیکن ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں ہم نے دیکھا کہ یہ دونوں مسلمانوں کی مخالفت اور قادیانیت کے تحفظ میں پیش پیش تھے۔ پیغام صلح لاہور اور الفضل اور الفرقان کا لہجہ مختلف سہی مانی المنبر ایک تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ جب قادیانی دستورِ پاکستان کی کھلی خلاف ورزی کر رہے ہیں، اسمبلی کی بالادستی کو چیلنج کرتے ہیں۔ اسے ایک ڈھونگ قرار دیتے ہیں اور دنیا کے کل مسلمانوں کو چند لاکھ قادیانیوں کے علاوہ پکے کافر قرار دیتے ہیں تو اس جرأتِ رندانہ کے بعد قادیانی مسئلہ ایک ایسے کھلے چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے جو نہ صرف دستور، اسمبلی اور تحفظ امن عامہ کا مذاق اڑانے کے برابر ہے۔ بلکہ کھلم کھلا بغاوت اور مسلمانوں کے جذبات کی پامالی کے مترادف ہے۔

گذشتہ روز پیپلز پارٹی کے چیئرمین نے صوبائی اسمبلی میں اقلیتوں کی سیٹیں پر کرنے کے لئے کاغذات مانگے ہیں ایسے ہی قومی اسمبلی کی سیٹ بشیر طاہر نے پر کی ہے۔ جو قادیانیوں یا لاہوریوں کے نزدیک ان کے نمائندے نہیں بلکہ قادیانی اپنا نمائندہ بھیجنا ہی نہیں چاہتے کیونکہ وہ "حقیقی مسلم" ہیں اور جو کوئی شخص غیر مسلم اقلیت کی سیٹ پر غیر مسلم بن کر آتا ہے۔ وہ ان کے ہاں ان کا نمائندہ نہیں۔ نمائندہ نامزد کرنا قادیانیوں کے موجودہ خلیفہ ناصر احمد کا کام ہے۔ اور لاہوریوں کے نزدیک ان کی انجمن کا یہ فریضہ ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شخص محض سیٹ حاصل کرے تو وہ چاہے مسلک کے لحاظ سے قادیانی ہی کیوں نہ ہو ان کا نمائندہ نہیں کہلا سکتا۔

قادیانیوں کے اس طرزِ عمل کی روشنی میں ہمارے خیال میں دستور میں کی جانے والی ترمیم اپنے عملی نفاذ کی محتاج ہونے کے پیشِ نظر بے اثر بن کر رہ گئی ہے۔ محض شناختی کارڈوں یا پاسپورٹ میں قادیانی ہونے کے اعلان کو اس کا عملی نفاذ نہیں کہا جا سکتا۔ اگر کوئی شخص ختمِ نبوت کا منکر ہے، مسلمانوں کو مطلق کافر دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتا ہے، ایک مدعی نبوت کی وحی پر قرآن کی وحی کی طرح ایمان لاتا ہے۔ اور اسے مدارِ نجات سمجھتا ہے۔ اور پھر آئین کا کھلا مذاق اڑاتے ہوئے اپنے حقیقی مسلمان ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے اور قانون حرکت میں نہیں آتا، تو ہم اس کے لئے یہی کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا دینی احساس مردہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور ہم قادیانی فتنہ انگیزوں کا محاسبہ کرنے میں تساہل برت رہے ہیں —— اقلیتوں کا ہفتہ مناتے وقت ہمیں واشگاف

طور پر اعلان کرنا ہوگا کہ ہم آئین کی رو سے دی گئی مراعات کے تحت قادیانیوں کے دونوں فریقوں کے حقوق کا تحفظ کریں گے اور مرزا ناصر احمد اور انجمن اشاعت لاہور کو اس ہفتے اعلان کرنا ہوگا کہ ہم مرزا قادیانی کی تعلیم کے مطابق کہ وقت کا حاکم اولی الامر ہے۔ اور اس کی اطاعت فرض ہے۔ آئین کے فیصلے کو سچے دل سے قبول کرتے ہیں۔ اور پاکستان کے وفادار شہری ہونے کی وجہ سے ایک پرامن غیر مسلم اقلیت کے طور پر رہنا چاہتے ہیں۔

ٹنڈر نوٹس

زیر دستخطی کو برائے کام "تعمیر ہسپتال گرم چشمہ" (ضلع چترال) بی اینڈ آر کے منظور شدہ ٹھیکیدار صاحبان سے جنہوں نے سال ۷۷-۱۹۷۶ء کی فیس داخل کی ہو ٹنڈر زیر دستخطی کے دفتر میں مطلوب ہیں تفصیل حسب ذیل ہے:-

تخمینہ لاگت	زر ضمانت	تاریخ ٹنڈر	میعاد
۸،۲۰،۰۰۰/-	۱۶،۴۰۰/-	۱۰-۷-۷۶	۱½ سال

ٹنڈر متعلقہ سپرنٹنڈنگ انجنیئر بغیر وجہ بتائے منظور یا مسترد کر سکتے ہیں۔

ایگزیکٹو انجنیئر بی آر ڈویژن چترال

INF (P) - 849

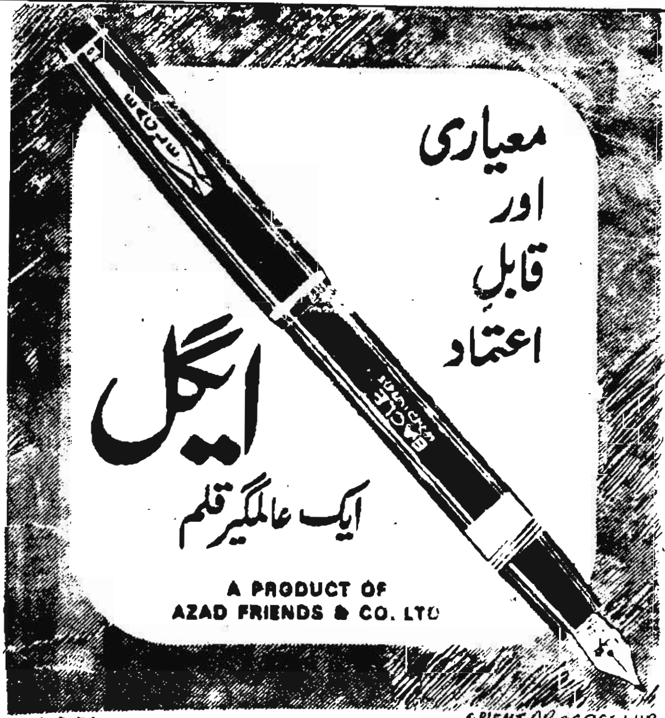

AFC-5/74 ORIENT PROCESS.LHR